السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قسطوں کا کاروبار، اس کی کئی صورتیں ہیں، ایک تو عام ہے جو تقریباً ہر شہر میں ہے کہ پنکھے، استریاں اور دوسری چیزیں قسطوں پر دیتے ہیں، ہمارے ہاں سوتر منڈی میں، سوتر فروخت کرتے وقت دکاندار گاہک کو کہتا ہے کہ دس دن کے بعد پیسے دوگے تو ۷۰/روپے کلو کے حساب سے ملے گا، بیس دن کے بعد دوگے تو ۹۰/روپے کے حساب سے، ابھی ادا کردوگے تو ۵۰/روپے کلو کے حساب سے۔ غرضیکہ مدت کے کم زیادہ ہونے سے قیمت میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ اسی طرح نئے نوٹوں کی ۱۰۰/روپے کی کاپی ۱۱۰/روپے میں ملتی ہے۔ ۱۱۰/روپے دے کر ۱۰۰/روپے لیتے ہیں۔ اس طرح کی اور بھی کئی صورتیں ہیں آپ ان کو بہتر جانتے ہیں اس کا تفصیل سے جواب دیں؟

((قاسم بن سرور

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بیع تقسیط میں متعدد قسطوں میں وصولی کی جانیوالی رقم وقیمت اگر نقد رقم وقیمت کے برابر یا اس سے کم ہو تو یہ بیع شرعاً درست اور جائز ہے اور اگر متعدد قسطوں میں وصول کی جانے والی رقم وقیمت نقد رقم وقیمت سے زیادہ ہو تو یہ بیع بوجہ سود شرعاً نا درست اور ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا))[1 ''جو شخص ایک بیع میں دو سودے کرتا ہے تو اس کے لیے کم تر قیمت والا ہے یا سود ہے۔''] اسی طرح ۱۰۰/روپے دے کر یا لے کر ۱۱۰/روپے لینا یا دینا بھی سود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ))[2 ''سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض کمی بیشی سے مت فروخت کرو۔]

بیع تقسیط کو جائز قرار دینے والے دلیل میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث: ((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَهُ أَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا، فَنَفِدَتِ الإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى قَلَائِصِ الصَّدَقَةِ، فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيرَ بِالْبَعِيرَيْنِ إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ))[3 ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا، پس اونٹ ختم ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ صدقہ کی جوان اونٹنیوں کے وعدے پر اونٹ حاصل کرلے۔ پس عبداللہ رضی اللہ عنہ صدقہ کے اونٹ آنے تک ایک ایک کو دو دو اونٹ کے بدلے حاصل کرتے تھے۔''][اس حدیث کی سند میں مسلم ابن جبیر اور ابوسفیان ہیں۔ امام ذہبی نے ان دونوں کو مجہول کہا ہے۔] پیش فرماتے ہیں مگر شیخ البانی نے تعلیق مشکاۃ [کتاب البیوع / باب الربا / الفصل الثانی] میں تصریح فرمائی ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے پھر بیع حیوان بحیوان میں نقد کی صورت میں بھی تفاضل k درست ہے لہٰذا نسیئہ کی صورت میں بیع حیوان بحیوان میں ایک طرف اضافہ کا بوجہ نسیۂ ہونا متعین نہیں۔ اور کئی کہتے ہیں بیعتین فی بیعتہ میں نہی کی علت عدم تعیین قیمت ہے مگر ان کی یہ بات مذکورہ بالا حدیث: ((فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا)) میں نہیں چل سکتی کیونکہ اس میں نہی کی علت ربا ہونا منصوص ہے اور معلوم ہے جہاں موجود ہو نص جلیل وہاں کسی عالم ومجتہد کی تعلیل ہوتی ہے فقط چالِ علیل سمجھ ہے تو آپ کو اجر جزیل۔ ۵/۱۱/۱۴۲۵ھ

سنن ابی داود/کتاب البیوع/باب فی من باع بیعتین فی بیعة۔ 1

صحیح بخاری/کتاب البیوع/باب بیع الذھب بالذھب۔ 3 ابوداود/کتاب البیوع/باب فی الرُّخصة۔ 2

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد 02 ص 553

محدث فتویٰ